ریفرینس نمبر: Mad2154　　بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ　　تاریخ: 17-10-2018

قضاء نماز کے ہوتے ہوئے نوافل پڑھنے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جس بندے کے فرائض باقی ہیں یعنی ان کی قضا اس کے ذمے ہے، تو کیا اس کی سنتیں اور نوافل قبول ہوں گے یا نہیں؟ اگر نہیں تو سنن ترمذی شریف کی حدیث کے مطابق قیامت والے دن فرائض کی کمی کو پورا کرنے کے لیے سنت اور نوافل کو کیوں لایا جائے گا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

اولاً شرعی مسئلہ سمجھ لیں کہ اگر کسی کی فرض نمازیں باقی ہیں، تو حکم ہے کہ انہیں جلد سے جلد ادا کرے اور حاجت کے کاموں کے علاوہ فارغ اوقات میں قضا نمازیں پڑھتا رہے اور نوافل پڑھے یا نہ پڑھے اس حوالے سے شرعی حکم یہ ہے کہ سنن مؤکدہ تو لازماً پڑھے گا کہ ان کی شریعت میں بہت تاکید آئی ہے، حتی کہ جو شخص ان کو چھوڑنے کی عادت بنا لے، وہ گنہگار و فاسق ہے۔ اس کے علاوہ سنن غیر مؤکدہ اور وہ نوافل جن کے بارے میں فضائل وارد ہوئے ہیں، جیسے تہجد چاشت، اوابین وغیرہ بھی پڑھ سکتا ہے اور ان سے ہٹ کر زائد نوافل پڑھنے کے بجائے اپنی قضا نمازیں ادا کرتا رہے کہ نوافل کے بجائے قضا نمازیں پڑھنا زیادہ اہم و ضروری ہے، کیونکہ نوافل نہ پڑھنے پر کچھ نہیں ہو گا، لیکن قضا نمازیں ذمے پر باقی رہیں، تو آدمی عذاب کا مستحق ہو گا۔

تنویر الابصار و در مختار میں ہے: ”(ویجوز تأخیر الفوائت) وان وجبت علی الفور (لعذر السعی علی العیال وفی الحوائج علی الأصح)“ یعنی فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی اگرچہ فوری طور پر واجب ہے، لیکن عیال کی پرورش اور حاجت کے کاموں میں سعی و کوشش کے عذر کی وجہ سے تاخیر جائز ہے اصح قول کے مطابق۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں: ”أی ما یحتاجہ لنفسہ من جلب نفع ودفع ضرہ وأما النفل فقال فی المضمرات: الاشتغال بقضاء الفوائت أولی وأھم من النوافل الا السنن المفروضۃ وصلاۃ الضحی وصلاۃ التسبیح والصلاۃ التی رویت فیھا الأخبار اھ ط أی کتحیۃ المسجد والأربع قبل العصر والست بعد المغرب“ یعنی انسان کو اپنی ذات کے لیے جس نفع کو حاصل کرنے کی اور جس نقصان کو اپنے سے دور کرنے کی حاجت ہے، اس کے عذر سے تاخیر جائز ہے اور جہاں تک نفل کا معاملہ ہے، تو مضمرات میں ہے کہ قضا نمازوں کی ادائیگی میں مشغول ہونا یہ نوافل پڑھنے سے زیادہ اہم و اَولی ہے، مگر یہ کہ فرضوں کی سنتیں اور چاشت کی نماز اور نماز تسبیح اور وہ نماز، جس کے بارے میں اخبار وارد ہوئی ہیں یعنی تحیۃ المسجد اور عصر سے قبل والی چار رکعتیں اور مغرب کے بعد والی چھ رکعتیں (کہ ان کو پڑھنے میں حرج نہیں۔)

(ردالمحتار علی الدر المختار، جلد 2، صفحہ 646، مطبوعہ کوئٹہ)

طحطاوی علی المراقی میں ہے: ”والاشتغال بقضاء الفوائت أولی وأھم من النوافل الا السنۃ المعروفۃ وصلاۃ الضحی وصلاۃ التسبیح والصلاۃ التی وردت فی الأخبار فتلک بنیۃ النفل وغیرھا بنیۃ القضاء کذا فی المضمرات عن الظھیریۃ

وفتاوی الحجة ومراده بالسنة المعروفة المؤ کدة وقوله وغیرھا بنیة القضاء مراده بہ أن ینوی القضاء اذا أراد فعل غیر ما ذ کر فانه الأولی بل المتعین "ترجمہ: قضا نمازوں کی ادائیگی میں مشغول ہونا یہ نوافل پڑھنے سے زیادہ اہم و اَولیٰ ہے، سوائے معروف سنتوں کے اور چاشت و تسبیح کی نماز کے اور اس نماز کے، جس کے بارے میں اخبار وارد ہوئی ہیں۔ یہ نمازیں نفل کی نیت سے پڑھے اور اس کے علاوہ قضا کی نیت سے پڑھے۔ ایسا ہی مضمرات میں ظہیریہ کے حوالے سے ہے اور فتاوی الحجۃ میں ہے: معروف سنتوں سے مراد مؤکدہ سنتیں ہیں اور یہ جو کہا کہ "اس کے علاوہ قضا کی نیت سے پڑھے۔" تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان مذکورہ نمازوں کے علاوہ کوئی نماز پڑھنا چاہے، تو قضا کی نیت کر لے، کیونکہ یہ زیادہ اولیٰ ہے، بلکہ یہی متعین ہے۔

(طحطاوی علی المراقی، صفحہ 447، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

سنن مؤکدہ کی اہمیت و شرعی حکم بیان کرتے ہوئے صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: "سنتیں بعض مؤکدہ ہیں کہ شریعت میں اس پر تاکید آئی، بلاعذر ایک بار بھی ترک کرے، تو مستحقِ ملامت ہے اور ترک کی عادت کرے، تو فاسق، مردود الشہادۃ، مستحقِ نار ہے اور بعض ائمہ نے فرمایا کہ "وہ گمراہ ٹھہرایا جائے گا اور گنہگار ہے اگرچہ اس کا گناہ واجب کے ترک سے کم ہے۔" تلویح میں ہے کہ اس کا ترک قریب حرام کے ہے، اس کا تارک مستحق ہے کہ معاذ اللہ! شفاعت سے محروم ہو جائے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو میری سنت کو ترک کرے گا، اسے میری شفاعت نہ ملے گی۔"

(بہار شریعت، جلد 1، صفحہ 662، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

لہٰذا سنن مؤکدہ تو ہر صورت پڑھنی ہی پڑھنی ہیں اور ایسا شخص اگر سنن غیر مؤکدہ و نوافل پڑھے تو وہ مقبول ہیں یا نہیں؟ تو اس حوالے سے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صحابہ و اولیاء و مشائخ سے مروی ہونے والی روایات میں واضح طور پر بیان فرمایا گیا ہے کہ جو شخص فرائض چھوڑ کر نوافل میں مشغول رہتا ہے، اللہ عزوجل اس کے نوافل بھی قبول نہیں فرماتا، ہاں اگر یہ شخص توبہ کر کے اپنی قضا نمازیں ادا کر لیتا ہے، تو اب اللہ عزوجل سے امید ہے کہ اللہ عزوجل اس کے تمام نوافل بھی قبول فرمالے گا اور اس کو ثواب بھی عطا فرمائے گا۔

سنن کبریٰ للبیہقی، شعب الایمان، کنز العمال وغیرہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: والنظم للاول "مثل المصلی کمثل التاجر لا یخلص له ربحه حتی یخلص له رأس ماله کذلک المصلی لا تقبل نافلته حتی یؤدی الفریضة "ترجمہ: نمازی کی مثال تاجر کی طرح ہے کہ اس کا نفع کھرا نہیں ہوتا، جب تک وہ اپنا راس المال کھرا نہ کر لے۔ یونہی نمازی کے نفل قبول نہیں ہوتے، جب تک وہ اپنے فرائض نہ ادا کر لے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی، جلد 2، صفحہ 541، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

یونہی رمضان شریف کے فرض روزوں کے بارے میں بھی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے فرامین مروی ہیں کہ جس کے ذمے فرض روزے ہیں، وہ اگر نفلی روزے رکھے، تو وہ قبول نہ ہوں گے، جب تک وہ اپنے فرض روزے پورے نہ کر لے۔ چنانچہ مسند احمد و طبرانی اوسط و جامع الصغیر (برمز حسن) میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ومن صام تطوعا وعلیه من رمضان شیء لم یقضه فانه لا یتقبل منه حتی یصومه "یعنی جو نفلی روزہ رکھے اور اس پر رمضان کا کوئی روزہ باقی ہو، جس کی اس نے قضا نہیں کی، تو اس کا یہ نفلی روزہ قبول نہیں ہو گا، جب تک وہ فرض روزہ نہ رکھ لے۔

(مسند احمد، جلد 14، صفحہ 269، مطبوعہ مؤسسة الرسالة، بیروت)

امام اہلسنت سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے اس موضوع کی کچھ روایات اپنے فتاوی میں بیان فرمائیں اور اس عنوان کی تشریح فرمائی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: "شیطان کا بڑا دھوکا ہے کہ آدمی کو نیکی کے پردے میں ہلاک کرتا ہے۔ نادان سمجھتا ہی نہیں، نیک کام کر رہا ہوں اور نہ جانا کہ نفل بے فرض نرے دھوکے کی ٹٹی (یعنی فریب و مغالطہ میں ڈالنے والی چیز) ہے، اس کے قبول کی امید تو مفقود اور اس کے ترک کا عذاب گردن پر موجود۔ اے عزیز! فرض خاص سلطانی قرض ہے اور نفل گویا تحفہ و نذرانہ۔ قرض نہ دیجیے اور بالائی بیکار تحفے بھیجیے، وُہ

قابلِ قبول ہوں گے؟ خصوصاً اس شہنشاہ غنی کی بارگاہ میں جو تمام جہان وجہانیاں سے بے نیاز۔۔۔ لاجرم محمد بن المبارک بن الصباح اپنے جزءِ املا اور عثمان بن ابی شیبہ اپنی سنن اور ابو نعیم حلیۃ الاولیاء اور ہناد فوائد اور ابن جریر تہذیب الآثار میں عبد الرحمٰن بن سابط وزید وزبید پسران حارث و مجاہد سے راوی: لما حضر ابابکر الموتُ دعا عمر فقال اتق اللہ یا عمر واعلم ان لہ عملا بالنہار لا یقبلہ باللیل وعملا باللیل لا یقبلہ بالنہار واعلم انہ لا یقبل نافلۃ حتی تؤدی الفریضۃ الحدیث۔ یعنی جب خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نزع کا وقت ہوا، امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا: اے عمر! اللہ سے ڈرنا اور جان لو کہ اللہ کے کچھ کام دن میں ہیں کہ انہیں رات میں کرو، تو قبول نہ فرمائے گا اور کچھ کام رات میں کہ انہیں دن میں کرو، تو مقبول نہ ہوں گے اور خبردار رہو کہ کوئی نفل قبول نہیں ہوتا، جب تک فرض ادا نہ کرلیا جائے۔ الحدیث

حضور پُر نور سیدنا غوث اعظم مولائے اکرم حضرت شیخ محی الملۃ والدین ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب مستطاب فتوح الغیب شریف میں کیا کیا جگر شگاف مثالیں ایسے شخص کے لیے ارشاد فرمائی ہیں، جو فرض چھوڑ کر نفل بجالائے۔ فرماتے ہیں: اس کی کہاوت ایسی ہے جیسے کسی شخص کو بادشاہ اپنی خدمت کے لیے بلائے۔ یہ وہاں تو حاضر نہ ہُوا اور اس کے غلام کی خدمتگاری میں موجود رہے، پھر حضرت امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اس کی مثال نقل فرمائی کہ جناب ارشاد فرماتے ہیں: ایسے شخص کا حال اس عورت کی طرح ہے، جسے حمل رہا۔ جب بچّہ ہونے کے دن قریب آئے، اسقاط ہو گیا۔ اب وہ نہ حاملہ ہے نہ بچّہ والی۔ یعنی جب پُورے دنوں پر اگر اسقاط ہو، تو محنت تو پُوری اٹھائی اور نتیجہ خاک نہیں کہ اگر بچہ ہوتا، تو ثمرہ خود موجود تھا۔ حمل باقی رہتا، تو آگے امید لگی تھی۔ اب نہ حمل نہ بچّہ، نہ اُمید نہ ثمرہ اور تکلیف وہی جھیلی، جو بچّہ والی کو ہوتی۔ ایسے ہی اس نفل خیرات دینے والے کے پاس سے روپیہ تو اٹھا، مگر جبکہ فرض چھوڑا، یہ نفل بھی قبول نہ ہُوا، تو خرچ کا خرچ ہوا اور حاصل کچھ نہیں۔ اسی کتاب مبارک میں حضور مولیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ: فان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرائض لم یقبل منہ واھین۔ یعنی فرض چھوڑ کر سنّت ونفل میں مشغول ہوگا، یہ قبول نہ ہوں گے اور خوار کیا جائے گا۔

یُوں ہی شیخِ محقق مولانا عبد الحق محدّث دہلوی قدس سرہ نے اس کی شرح میں فرمایا کہ ترک آنچہ لازم وضروری ست واہتمام بآنچہ نہ ضروری است از فائدہ عقل وخرد دور است چہ دفع ضرر اہم ست بر عاقل از جلب نفع بلکہ بحقیقت نفع دریں صورت منتفی است۔ لازم اور ضروری چیز کا ترک اور جو ضروری نہیں اس کا اہتمام عقل وخرد میں فائدہ سے دُور ہے، کیونکہ عاقل کے ہاں حصولِ نفع سے دفعِ ضرر اہم ہے، بلکہ اس صورت میں نفع منتفی ہے۔

حضرت شیخ الشیوخ امام شہاب الملۃ والدین سُہروردی قدس سرہ العزیز عوارف شریف کے باب الثامن والثلثین میں حضرت خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں: "بلغنا ان اللہ لا یقبل نافلۃ حتی یؤدی فریضۃ یقول اللہ تعالیٰ مثلکم کمثل العبد السوء بداء بالھدایۃ قبل قضاء الدین " ہمیں خبر پہنچی کہ اللہ عزّوجل کوئی نفل قبول نہیں فرماتا، یہاں تک کہ فرض ادا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے فرماتا ہے: کہاوت تمہاری بد بندہ کی مانند (یعنی تمہاری مثال اس برے بندے کی طرح) ہے، جو قرض ادا کرنے سے پہلے تحفہ پیش کرے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد10، صفحہ178تا180، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

چونکہ یہ سوال اس شخص کے بارے میں تھا، جو زکوۃ دینے کے بجائے نفلی صدقہ وخیرات کرتا رہتا تھا، لہٰذا اسے سمجھاتے ہوئے مزید لکھتے ہیں: "جب تک زکوٰۃ پُوری پُوری نہ ادا کرے، ان افعال (یعنی نفلی خیرات ووقف وغیرہ) پر امیدِ ثواب وقبول نہیں۔۔۔ تجھے تو فکر کرنی تھی، جس کے باعث عذابِ سلطانی سے بھی نجات ملتی اور آج تک کہ یہ وقف ومسجد وخیرات بھی سب قبول ہوجانے کی اُمید پڑتی۔۔۔ وہ نیک تدبیر یہی ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے سے توبہ کیجیے۔ آج تک جتنی زکوٰۃ گردن پر ہے، فوراً دل کی خوشی کے ساتھ اپنے رب کا حکم ماننے اور اسے راضی کرنے کو ادا کر دیجیے۔۔۔ ایسا کرتے ہی اب تک جس قدر خیرات دی ہے، وقف کیا ہے، مسجد بنائی ہے، ان سب کی بھی مقبولی کی اُمید ہوگی کہ جس جُرم کے باعث یہ قابلِ قبول نہ تھے، جب وہ زائل ہوگیا، انہیں بھی باذن اللہ تعالیٰ شرفِ قبول حاصل ہوگیا۔"

(فتاوی رضویہ، جلد10، صفحہ182، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

ترمذی شریف کی وہ حدیث پاک، جس کی طرف سائل نے اشارہ کیا وہ یوں ہے: ”فان انتقص من فریضتہ شیء قال الرب عز وجل: انظروا ھل لعبدی من تطوع فیکمل بھا ما انتقص من الفریضۃ ثم یکون سائر عملہ علی ذلک “ترجمہ: اگر بندے کے فرضوں میں کمی ہوگی تو رب تعالیٰ فرمائے گا کہ دیکھو ! کیا میرے بندے کے پاس کچھ نفل ہیں، ان سے فرض کی کمی پوری کر دی جائے گی، پھر بقیہ اعمال اسی طرح ہوں گے۔ (سنن ترمذی، جلد2، صفحہ270، مطبوعہ مصطفی البابی، مصر)

اس حدیث میں جو نوافل سے فرضوں کی کمی پوری کرنے کا فرمایا گیا، تو اس کے مختلف معانی علماء نے بیان فرمائے ہیں۔ ایک معنی یہ ہے کہ فرضوں میں رکوع و سجود یا خشوع و خضوع وغیرہ کے اعتبار سے جو نقص آیا تھا، وہ نوافل سے پورا کر دیا جائے گا اور ایک معنی اگرچہ یہ بھی بیان کیا گیا کہ جس نے فرض نہیں پڑھے، اللہ عزوجل اس کی جگہ نفل قبول فرمالے گا، لیکن یہ اللہ عزوجل کے فضل و رحمت کا بیان ہے نہ کہ عدل کا۔ یعنی اگر اللہ عزوجل نے ایسے بندے پر فضل و رحمت فرمایا، تو اس کے نفلوں کو فرضوں کی جگہ قبول فرمالے گا اور اگر ایسا نہ ہوا، بلکہ عدل کا معاملہ فرمایا، تو پھر اللہ عزوجل چاہے گا، تو اسے فرض چھوڑنے کے گناہ پر عذاب فرمائے گا۔

حلیۃ الاولیاء کی ایک روایت سے اس کی تشریح ہوتی ہے۔ چنانچہ اس میں ہے کہ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ نے حضرت علی بن حسن رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ روایت پڑھی (جس کا کچھ حصہ یہ ہے): ”وأنہ یحاسب العبد یوم القیامۃ بالفرائض فان جاء بھا تامۃ قبلت فرائضہ ونوافلہ وان لم یؤدھا وأضاعھا لحقت النوافل بالفرائض فان شاء غفر لہ وان شاء عذبہ “یعنی بروز قیامت بندے سے فرائض کا حساب لیا جائے گا، اگر وہ مکمل فرائض لایا، تو اس کے فرائض اور نوافل قبول کر لیے جائیں گے اور اگر اس نے فرائض ادا نہ کیے تھے، بلکہ انہیں ضائع کیا تھا، تو نوافل فرائض سے ملائے جائیں گے، پھر اللہ چاہے، تو اسے بخش دے اور چاہے، تو اسے عذاب فرمائے۔

(حلیۃ الأولیاء، جلد7، صفحہ35، مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت)

یونہی علامہ ابن رجب حنبلی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: ”ان اللہ اذا شاء أن یغفر لعبد أکمل فرائضہ من نوافلہ وذلک فضل من عندہ یفعلہ مع من یشاء أن یرحمہ ولا یعذبہ “ترجمہ: اللہ عزوجل جب اپنے بندے کی مغفرت کرنا چاہتا ہے، تو اس کے فرائض کو اس کے نوافل سے پورا فرما دیتا ہے اور یہ اس کا ذاتی فضل ہے۔ وہ جس پر رحم کر کے اسے عذاب سے بچانا چاہے، اس کے ساتھ یہ فضل فرماتا ہے۔

(فتح الباری لابن رجب، جلد5، صفحہ145، مکتبۃ الغرباء الأثریۃ، المدینۃ المنورۃ)

لہٰذا جس شخص پر قضا نمازیں ہوں، اسے اس روایت کو بنیاد بنا کر نوافل کی کثرت کے بجائے اوپر والی روایات کو بھی مد نظر رکھتے ہوئے زائد نوافل کی جگہ زیادہ سے زیادہ قضا نمازیں پڑھنی چاہیے۔

اللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

محمد ساجد عطاری

07صفر المظفر 1440ھ/17اکتوبر 2018ء

الجواب صحیح

عبدہ المذنب ابو الحسن فضیل رضا عطاری عفا عنہ الباری

خوفِ خدا و عشقِ مصطفےٰ کے حصول کیلئے ہر ہفتے کو عشا کی نماز کے بعد امیر اہلِ سنّت کا مَدَنی مذاکرہ دیکھنے سننے اور ہر جُمعرات مغرِب کی نَماز کے بعد عاشقانِ رسول کی مَدَنی تحریک، دعوت اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں بہ نیت ثواب ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجاء ہے

نوٹ! دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے یا تحریر کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج daruliftaahlesunnat کے ذریعے کی جاسکتی ہے۔